﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾

محترم جناب حضرت مفتی عبداللہ صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج بخیر!

خیر الفتاویٰ ۶۰۶/۲ پر عنوان ''فدیہ کی رقم اپنے بھائیوں کو دینے کا حکم'' کے عنوان سے ایک مسئلہ موجود ہے، ہمارے ہاں سے اس مسئلہ پر جو فتویٰ جاری ہوا ہے وہ آنجناب کی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے۔ آپ حضرات سے غور کی درخواست ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احمد ممتاز

دارالافتاء جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مدنی کالونی گریکس ماری پور کراچی

۱۳/رجب المرجب ۱۴۳۹ھ

۲۱۴/۱۹۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عمر رسیدہ عورت جن کے ذمے بڑھاپے اور بیماری کی وجہ سے نمازوں اور روزوں کی قضاء واجب تھی فوت ہوگئیں۔ ان کے بیٹوں میں سے تین آسودہ حال اور دو نادار ہیں، آسودہ حال تینوں بیٹے اپنی ماں کی طرف سے اپنے ذاتی مال میں سے فدیہ ادا کرنا چاہتے ہیں، تو کیا فدیہ کی رقم دوسرے دو نادار بھائیوں یا ان کے بیٹوں کو جو کہ مستحق ہیں دے سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سائل: حاجی عبداللہ

۰۳۲۲۳۸۳۹۱۸۳۰

الجواب باسم ملہم الصواب

وارث چونکہ مورث (میت) کی طرف سے فدیہ نیابۃً ادا کرتا ہے، اس لئے وارث کا فعل مورث یعنی میت کی طرف منسوب ہوگا۔ اسی وجہ سے فدیہ وکفارہ میں تبرع کی صورت میں تحریر رقبہ کی ممانعت کی وجہ یہی بیان کی گئی ہے کہ وارث کے نیابۃً آزاد کرنے کی بناء پر مورث (میت) پر بدون رضامندی ولاء کا الزام لازم آتا ہے، جو کہ درست نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وارث کا فعل مورث یعنی میت کی طرف منسوب ہے۔ تو جس طرح مورث (میت) کا اپنے اصول وفروع کو دینا جائز نہیں، اسی طرح [illegible] کا بھی اس صورت میں بھی مورث کے اصول وفروع کو دینا جائز نہیں ہے۔ لہذا صورت سوال میں میت کے آسودہ حال بیٹوں کا میت کے نادار بیٹوں کو دینا جائز نہیں۔

وقال العلامة علاء الدين محمد بن علي الحصكفي رحمه الله تعالى: (وإن) لم يوص و (تبرع وليه به جاز) إن شاء الله ويكون الثواب للولي. اختيار، .... (وكذا) يجوز (لو تبرع عنه) وليه (بكفارة يمين أو قتل) باطعام او كسوة (بغير إعتاق) لما فيه من إلزام الولاء للميت بلا رضاه.

وقال العلامة محمد امين بن عمر ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالى في حاشيته: (قوله لما فيه إلخ) أي لأن الولاء لحمة كلحمة النسب على أن ذلك ليس نفعا محضا لأن المولى يصير عاقلة عتيقه و كذا عصبانه بعد موته. ولا يرد ما مر عن الهداية من أن للإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره وهو شامل للعتق لأن المراد هنا إعتاقه على وجه النيابة عن الميت بدلا عن صيامه بخلاف ما لو أعتق عبده وجعل [illegible] الإعتاق يقع عن نفسه أصالة ويكون الولاء له وإنما جعل الثواب للميت وبخلاف التبرع عنه بالكسوة والإطعام فإنه يصح بطريق النيابة لعدم الإلزام.

(رد المحتار ۱۲۹/۲ ط. رشيدية)

وقال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالي رحمه الله تعالى: ولا يصح دفعها لكافر .... واصل المزكي و فرعه.

(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح ۷۲۰ ط: قديمي)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد توقیر غفرلہ المتخصص بدار الافتاء

[illegible] الخلفاء الراشدین رضی اللہ عنہم مدنی کالونی ماڑی پور کراچی

۹ رجب المرجب ۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح

الجواب صحیح

۹/ رجب ۱۴۳۹ھ

۲۱۴ ۱۹۳ جامعہ خیر المدارس 8/7/9

الجواب

خیر الفتاویٰ جلد۲ میں مذکورہ مسئلہ دو مقام پر ہے ① صفحہ:۶۰۶ پر ② صفحہ:۶۰۸۔ ان دونوں میں حکم بظاہر مختلف ہے۔ ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ اجازت اس صورت میں ہے جبکہ مذکورہ ادائیگی وارث اپنے ذاتی مال سے کر دے، چنانچہ سوال میں تصریح ہے کہ ہندہ مرحومہ نے کوئی جائیداد نہیں چھوڑی۔ (خیر الفتاویٰ، جلد۲، صفحہ ۶۰۶) اور اگر ادائیگی بدوں وصیت ہے تاہم میت کے ترکہ سے ادائیگی کی جارہی ہے تو اس صورت میں ادائیگی نہیں؛ کیونکہ یہ ادائیگی گویا میت کے حکمی مال سے کی جارہی ہے۔ چنانچہ جواب میں تصریح ہے کہ ادائیگی ترکہ سے کی جارہی ہے۔ (خیر الفتاویٰ، جلد۲، ۶۰۸)

جامعہ خلفائے راشدین کے دار الافتاء سے جو جواب جاری ہوا ہے وہ سمجھ میں نہیں آیا اوّلاً اس لیے کہ جواب میں تحریر ہے کہ "اسی وجہ سے فدیہ و کفارہ میں تبرع کی صورت میں تحریر رقبہ کی ممانعت کی وجہ بھی یہی بیان کی گئی ہے۔"

جبکہ تحریر رقبہ کا تعلق اصلاً فدیہ سے ہے ہی نہیں، یہ صرف کفارہ یمین اور قتل وغیرہ سے متعلق ہے۔ اسی وجہ سے صاحب درمختار علامہ حصکفیؒ نے اعتاق رقبہ کا ذکر کفارہ کے ساتھ کیا ہے۔ وكذا يجوز لو تبرع عنه وليه بكفارة يمين او قتل باطعام او كسوة بغير اعتاق الخ

نیز اعتاق عن المیت میں عدم صحت کی علت کی خود حضرات فقہاء نے تصریح کر دی ہے۔ ① اس کا نفع محض نہ ہونا۔ "على ان ذلك ليس نفعاً محضاً" (شامیہ) ② "الزام الولاء للميت لما فيه من الزام الولاء للميت بلا رضاه" (درمختار)

ان میں اصل علت اعتاق کا نفع محض نہ ہونا ہے۔ الزام الولاء للمیت گویا اسی کا بیان ہے۔ اعتاق چونکہ دائر بین النفع والضرر ہے اس لیے اعتاق عن المیت درست نہیں، اطعام اور کسوہ چونکہ میت کیلئے نافع محض ہیں اس لیے وہ معتبر ہیں۔ "بخلاف التبرع عنه بالكسوة والاطعام يصح بطريق النيابت لعدم الالزام۔" (شامیہ)

نیابت کا مفہوم:

میت کی طرف سے بدوں وصیت بھی اگر ادائیگی ہوئی تو اس کا ذمّہ فارغ کیوں ہوگا؟ اس لیے کہ یہ ادائیگی اگرچہ ولی کر رہا ہے لیکن چونکہ میت کی طرف سے کر رہا ہے اس لیے ادائیگی صحیح ہو جائے گی اور میت کا ذمّہ فارغ ہو جائیگا، اطعام و کسوہ چونکہ نافع محض ہیں اس لیے وہ مطلقاً معتبر ہونگے۔ اعتاق عن المیت چونکہ دائر بین النفع والضرر ہے اس لیے یہ شرعاً درست نہیں۔

جیسے مجہول النسب شخص یا بچہ کے بارے میں اگر کوئی صاحب یہ کہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اگر اس جیسا بچہ اس کا بیٹا بن سکتا ہے تو یہ اقرار شرعاً معتبر ہے؛ کیونکہ اس میں غیر پر کوئی الزام نہیں، لیکن اگر وہ یہ کہتا ہے کہ یہ میرا بھائی ہے، اس صورت میں معتبر نہیں؛ کیونکہ اس میں تحمیل النسب علی الغیر کی خرابی موجود ہے۔

نیابت کے لفظ میں مال کی ملکیت کو بتلانا مقصود نہیں جس کے درج ذیل دلائل ہیں:

① ......اگر مال یا غلام پر حقیقتاً مرحوم کی ملکیت ہوتی تو ولی کے آزاد کرنے سے آزاد نہ ہونا چاہیے تھا، ولی کے کفارہ یا فدیہ میں آزاد کرنے سے اس کا آزاد ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ ملکیت مال و غلام میں ولی کی ہے۔

② ......میت کی طرف سے تبرعاً اگر قربانی کی تو ولی کیلئے اس قربانی کا گوشت کھانا جائز ہے، جبکہ میت کے حکم سے قربانی کرنے کی صورت

۲۱۴ / ۱۹۳

میں اس قربانی سے کھانا جائز نہیں، مکمل گوشت واجب التصدق ہے، تبرع کی صورت میں جواز اکل کی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ شامیؒ لکھتے ہیں ''لانه يقع على ملك الذابح والثواب للميت'' (جلد۵،صفحہ:۲۱۳)

اس تصریح سے معلوم ہوا کہ مال پر ملکیت، ولی کی ہوتی ہے میت کی ملکیت ثابت نہیں ہوتی۔

③......ولی نے تبرعاً میت کی طرف سے قربانی لی جبکہ اپنی طرف سے ولی نے باوجود واجب ہونے کے قربانی نہیں کی تو اس صورت میں ولی کی واجب قربانی اس میت والی قربانی میں ادا ہو جائیگی۔ چنانچہ شامیہ میں ہے:

''ولهذا لو كان على الذابح واحدة سقطت عنه الاضحية كما فى الاجناس'' (شامیہ،جلد:۵،صفحہ:۲۱۳)

''وبه صرح فى الخانية ونصه لو ضحى عن الميت من مال نفسه بغير امر الميت جاز .... ولهذا لو كان على الذابح اضحية سقطت عنه'' (شامیہ جلد:۳،صفحہ:۳۵۲)

سقوط اضحیہ عن الذابح مال کے مملوک ذابح ہونے کی واضح دلیل ہے۔

④......علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اقول صرح فى فتح القدير فى الحج عن الغير بلا امر انه يقع عن الفاعل فيسقط الفرض عنه وللآخر الثواب'' (شامیہ،جلد:۵،صفحہ:۲۱۳)

مذکورہ جزئیات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نیابت کا معنیٰ ملکیت میت نہیں لہٰذا اس پر ملکیت میت والے احکامات جاری کرنا محل نظر ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں چونکہ مال پر ملکیت ولی کی ہے اس پر ملکیت میت کی نہیں ہے لہٰذا بھائی والدہ کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ اپنے سگے فقیر بھائی کو دے سکتا ہے۔......فقط واللہ اعلم

۷۱۴ / ۱۹۳

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

رئیس دار الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۴۳۹/۱۱/۲۴ھ

دار الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان پاکستان

9/7/18